سوال:۔ غیاث احمد گدی کی افسانہ نگاری کا جائزہ لیجئے۔

جواب: ۔ بیسویں صدی کا پُر آشوب اور ہنگامہ خیز عہد، غیاث احمد گدی کے ادبی شعور کو جلا بخشنے میں بہت معاون رہا ہے۔آزادی کے بعد ابھرنے والی نسل کے فنکاروں کو،مستند اور معروف فنکاروں کے مقابلے میں اپنی جگہ بنانے میں کافی محنت کرنا پڑی۔دیکھا جائے تو ۳۲ء سے ۴۷ء تک کا ادب بڑا ہنگامہ پرور اور انقلاب آفریں تھا۔کرشن چندر، منٹو، بیدی، عصمت، احمد ندیم وغیرہ، سب اسی دور کی پیداوار ہیں۔ایسے ادبی ماحول میں پاؤں جمانا اور ادبی نقش قائم کرنا آسان کام نہیں تھا۔اس تخلیقی فضا اور ادبی ماحول میں، غیاث نے اردو افسانے کی دنیا میں قدم رکھا۔اس طرح ان کا رشتہ افسانہ نگاروں کی اس نسل سے ہو جاتا ہے جس نے آزادی سے چند سال قبل یا بعد میں لکھنا شروع کیا۔

غیاث کے اولین افسانوں میں، پہلا اہم افسانہ 'دیوتا' (۴۷ء) ہے۔اس افسانے کی مجموعی فضا کوئلے کے کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے طرز زندگی کی منظر کشی ہے۔اس میں ترقی پسند تحریک کا واضح میلان بھی ابھر کر سامنے آتا ہے، جس کے تحت، استحصال کے شکار محنت کش طبقہ کی نمائندگی یا پیشکش اہم ٹھہرتی ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے مقامی ماحول اور گرد و پیش میں بسنے والے نچلے طبقہ کے افراد سے ان کی وابستگی گہری تھی۔ابتدائی دور میں ان کے اسلوب کا رشتہ واضح طور پر منٹو اور پریم چند کے اسلوب سے میل کھاتا ہوا نظر آتا ہے۔فنکار کا ذہنی رویہ نچلے طبقہ سے درد مندی اور حمایت کا ہے۔۔۔۔ ''بابا لوگ'' میں شامل افسانوں کا عمومی مزاج، انسانی زندگی کے المناک پہلوؤں کی عکاسی سے عبارت ہے۔محرومی، ناکامی، اداسی، ان کرداروں کی زندگی اور ان کے تجربات کے نمایاں اوصاف ہیں۔ان افسانوں میں منعکس سماجی صورتحال اور معاشی جبر، ایک معنی خیز پس منظر ہے۔خاص طور پر اینگلو انڈین معاشرے پر مبنی تمام افسانوں میں ایک مخصوص کمیونٹی لائف کی

سماجی صورتحال ،معاشی جبر اورتہذیبی اقدار کی عکاسی کے ذریعہ ،غیاث نے زندگی کے ان رخوں کی عکاسی کو، اپنے پیش نظر رکھا ہے ۔ دیکھا جائے تو 'بابا لوگ' میں شامل، افسانوں کی ظاہری ساخت میں متوسط طبقہ یا نچلے متوسط طبقہ کے افراد ہیں ۔ان افراد کو اپنے ماحول اور زندگی کے تجربات نے جن احوال سے دوچار کر دیا ہے، انہی کی عکاسی ان افسانوں کی عمومی صورت ہے ۔

نئے اردو افسانہ نے ،جس سمت اور نوعیت کے تجربات کا ڈھیر لگا دیا ہے اس سے ایک طرح کی یکسانیت اور فیشن پرستی کی صورت پیدا ہوگئی ہے ۔لیکن غیاث کے تخلیقی شعور کا یہ معنی خیز رخ ہے کہ نئے طرز احساس اور پیرایۂ اظہار میں ان کا ہر تخلیقی تجربہ با معنی اور مجسّم تجربہ بن گیا ہے ۔' پرندہ پکڑنے والی گاڑی' (۷۷ء) سے لے کر 'سارا دن دھوپ' (۸۵ء) تک غیاث کے تخلیقی شعور نے واضح موڑ اختیار کیا۔غیاث کے یہاں، اس درمیان کے افسانے، چاہے وہ سماجی مسائل پر ہوں یا پھر معاشی ابتری و بیکاری وغیرہ کی عکاسی کر رہے ہوں، ان کی نظر اس انسانی صورتحال کے گرد و پیش پر محیط رہتی ہے کہ جس کے سبب سماجی قدریں ٹوٹ جاتی ہیں اور زندگی تلخ حقائق کا سامنا کرتی ہے ۔میرے خیال میں غیاث کے تخلیقی شعور کا ایک معنی خیز رخ یہ بھی ہے کہ ان کے بیشتر افسانے تہذیبی اور اخلاقی اقدار کے مسلّمات کی نفی نہیں کرتے بلکہ ان کی پاسداری کرتے ہیں ۔علاوہ ازیں، موجودہ سیاسی نظام اور اس سے زائیدہ صورتحال پر، ان کے یہاں ابتدا ہی سے انکار، احتجاج اور مزاحمت کے حوالے روشن ہیں ۔۔۔۔ غیاث نے اپنی ذات یا انسانی وجود کی مبہم اور بے سمت تلاش اور باطنی تجربہ کے پیچیدہ اظہار سے، جو کہ جدیدیت کا واضح رخ ہے، احتراز کیا ہے ۔البتہ انہوں نے نئے طرز احساس (جدیدیت) کے اس طور یا میلان کو اپنی تخلیقات میں جگہ دی ہے جس سے، اس پُر آشوب عہد کے تغیّر پذیر تہذیبی انتشار کو تخلیقی گرفت میں لیا جا سکے ۔لہذا انہوں نے اجتماعی مسائل اور موجودہ انفرادی زندگی کے المیوں کی عکاسی اپنی بیشتر تخلیقات میں کی ہے ۔۔۔۔ غیاث کے یہاں اجتماعی ماحول اور اس کے مسائل سے مربوط

افسانوں میں طرزِ اظہار، روایتی بیانیہ اسلوب میں نظر نہیں آتا۔ بیانیہ میں اظہار کے شعری وسائل (علامتی، استعاراتی) کا انتخاب ملتا ہے۔ ان کے یہاں اجتماعی مسائل اور ماحول کے افسانے، اکثر و بیشتر نام و مقام اور فضا میں علامتی جہت رکھتے ہیں۔ غیاث، کردار و واقعات کو بھی استعاراتی و علامتی نہج پر استوار کرتے نظر آتے ہیں۔

غیاث کے تخلیقی شعور میں ایک اور سمت کی نشاندہی، آخری دور کے بعض افسانے کرتے ہیں۔ ان افسانوں کے مرکزے میں انسانی وجود کے المناک رخ ہیں۔ یہ انسانی وجود، موجودہ خوف و خطر کے دہشت ناک و سفاک ماحول میں اپنی جد و جہد میں کوشاں و برسرِ پیکار ہیں۔ ان افسانوں کی سطح، زمان و مکان کی حدوں کو توڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ غیاث کے بیشتر افسانوں میں زندگی کی منفی قوتیں، پہلے مثبت طاقتوں پر حاوی نظر آتی ہیں مگر پھر مثبت طاقتیں نبرد آزمائی کے مرحلے میں، کامیاب اور کامراں بھی ہوتی ہیں۔۔ بہرحال، غیاث کے تخلیقی تجربات اپنے عہد کی آگہی اور اس کی حسیت سے مربوط ہیں اور ان کی تخلیقات، اس عہد کا معنی خیز استعارہ ہیں۔

☆☆☆